مولوی غلام حسن نیازی کے ترجمۂ قرآن کا تنقیدی جائزہ

محمد عمران*

Abstract

This article is a literary and critical analysis of Tafseer Husn.ul.Biyan by Maulvi Ghulam Hassan Niazi. Mufassar explained his false faiths and believes with the help of Quranic verses.

Mualvi Ghulam Hassan Niazi was born in 1852. He was basically inspired by Mirza Muhammad Ismaeel and became Ahmadee. He wrote a brief tafseer in one volume on the demand of Khawaja Kamal-ud Din and expressed his personal views in his tafseer Husn-ul.Biyan.He said that the Holy prophet(PBUH)is the last prophet of Allah, but Ghulam Ahmad Qadyani is the Brooze (equal to Hazrat Muhammad(PBUH).

This article opens horizon to explain deeply false faith and ideology of Ahmadees.

***KEYWORDS**: Tafseer Husn.ul.Biyan, Mualvi Ghulam Hassan Niazi, Ahmadee.*

قرآن مجید وہ واحد آسمانی کتاب ہے جس کے مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ساتھ کثرت سے تفاسیر بھی لکھی گئیں اور یہ تراجم و تفاسیر لکھنے والے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی ہیں۔ حتی کہ اسلام کے خلاف کام کرنے والے گروہوں نے بھی ہر دور میں اپنے مقاصد کے لیے قرآن مجید کا ہی سہارا لیا۔ اور قرآن میں غلط مفہوم کے ذریعے اپنی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ انہی گمراہ اور اسلام کے خلاف سازش کرنے والے گروہوں میں سے ایک جماعت احمدیہ (قادیانی) بھی ہے۔ جنھوں نے اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ء۔۱۹۰۸ء) کے غلط عقائد و نظریات کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید میں ہر قسم کی تحریفات کیں اور بہت سی تفاسیر بھی لکھیں۔ لیکن اس تمام کام کے اندر

* ڈاکٹر محمد عمران، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاولپور۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل عقائد و نظریات، بہت سی آیات کا من گھڑت ترجمہ، تفسیر میں ہوائے نفس کی اتباع کرنا اور متشابہ آیات میں اپنی رائے کو حتمی شکل دینے میں تمام قادیانی مفسرین اور قادیانی مترجمین قرآن یہ طریقہ اختیار کر کے خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کے درج ذیل فرمان کے مصداق ٹھہرے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار و فی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔"(۱)

ان تراجم قرآن میں ایک مولوی غلام حسن نیازی پشاوری کا ترجمہ قرآن ہے۔ آپ ۱۹۱۴ء میں جماعت کے اندر خلافت پر عظیم اختلاف برپا ہونے پر مولوی محمد علی کے ساتھ لاہور آ گئے۔

اس ترجمے کی جماعت احمدیہ میں اہمیت کے پیش نظر اس زیرِ نظر مقالے کا حصہ بنایا گیا ہے۔ تاکہ جماعت احمدیہ میں لکھی گئی اس مشہور تفسیر کی تحریفات قرآنی کو منظر عام پر لایا جاسکے۔

ختم نبوت کا مفہوم

ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نہ صرف اللہ کے سچے نبی ہیں بلکہ آپ ﷺ اس کے آخری نبی و رسول بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں دین کی تکمیل ہوگئی اور آپ ﷺ کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا اور اب قیامت تک آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایات انسان کے لئے مشعل راہ ہوں گی اور کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ختم کی اقسام

لغت عرب میں لفظ خاتم زیر اور زبر کے ساتھ پانچ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ آخر قوم یہ ہمیشہ جماعت کی طرف مضاف ہوگا۔

۲۔ انگشتری جیسے "**خاتم ذھب خاتم ذھبا**" اس کا مضاف الیہ ہمیشہ ہمیشہ تمیز ہوگا۔ اگر اضافت نہ ہو تو من سے استعمال ہوگا " **ولو خاتما من حدید**" اور اضافت لامیہ میں مفرد مفرد کی طرف اور جمع جمع کی طرف مضاف ہوگا "**کخاتم زید و خاتیم قوم**" ورنہ لام کا اظہار ضروری ہوگا۔

۳۔ اسم آلہ ما یختم بہ وہ جس سے مہر لگائی جائے یعنی لوہے یا پیتل یا پتھر وغیرہ کی چیز جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں یعنی مہر۔

۴۔ خاتم زیر کے ساتھ اسم فاعل کا صیغہ کسی چیز کو ختم کرنے والا۔

۵۔ خاتم زبر کے ساتھ مہر کا نقش جو کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے۔

پس آیت "خاتم النّبیین" میں دوسرے اور پانچویں معنی تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتے۔اور پہلے معنی ہر دو قرات پر صحیح اور درست ہیں۔اور چوتھے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں۔اور تیسرے معنی حقیقت کے اعتبار سے مراد ہو ہی نہیں سکتے اور باجماع علمائے لغت جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں اس وقت تک مجاز کو اختیار کرنا باطل ہے۔اگر مجازی معنی ہی لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ حضور ﷺ انبیاء پر مہر ہیں۔جس کا مطلب پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ عرب میں الختم یعنی مہر لگانے کے معنی کسی چیز کو بند کر دینا اور روک دینے کے ہیں عام محاوروں میں کہا جاتا ہے فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کردی۔

مولوی غلام حسن نیازی اور ان کی تفسیر "حسن بیان"

مولوی غلام حسن نیازی کا عقیدہ:مولوی غلام حسن نیازی ابتدا میں مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتے تھے لیکن ۱۹۱۴ء میں جب جماعت احمدیہ میں خلافت پر شدید اختلاف ہوا تو مولوی غلام حسن نیازی مرزا بشیر الدین محمود احمد سے اختلاف کرتے ہوئے مولوی محمد علی لاہوری کے ساتھ لاہور چلے آئے۔اب مولوی غلام حسن کے نظریات بھی وہی تھے جو محمد علی لاہوری نے ۱۹۱۴ء میں لاہور آکر بیان کیے۔اسی دوران مولوی غلام حسن نے اپنی مشہور تفسیر بھی لکھی۔جس میں محمد علی لاہوری کے عقائد کو دلائل سے ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی اور مرزا بشیر الدین محمود احمد کے نظریات کی کھل کر مخالفت کی۔لیکن بعد میں مولوی غلام حسن نیازی کے مولوی محمد علی سے بھی شدید اختلاف ہو گئے تھے۔اس کے بارے میں قاضی محمد یوسف پشاوری نے الفضل میں مولوی غلام حسن پر ایک مضمون لکھا اس میں قاضی محمد یوسف مولوی غلام حسن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "آپ نے عرصۂ دراز تک محمد علی صاحب کو ان کے کاموں پر ملامت کی تھی۔اور ۱۹۳۶ء میں میرے کہنے پر قادیان آئے اور دوسری بار ۱۹۳۹ء میں قادیان آئے اور اسی قیام کے دوران میں جنوری ۱۹۴۰ء کو مرزا بشیر الدین محمود احمد کی بیعت کی۔اور پھر وفات تک وہی مقیم رہے۔"[۲]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی غلام حسن نیازی دوبارہ محمد علی کو چھوڑ کر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے عقائد کو اختیار کر بیٹھے اور کافی عرصے تک قادیان ہی مقیم بھی رہے اور آپ کو قادیان ہی میں دفن کیا گیا اور اسی طرح آج تک انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اس بات کی تردید نہیں آسکی۔لہذا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ دوبارہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ مل گئے تھے۔

غلام حسن نیازی کی مطالعۂ قرآن سے دلچسپی:مولوی غلام حسن نیازی بچپن ہی سے تعلیم قرآن میں دلچسپی رکھتے تھے۔اور تقریباً پچاس سال تک اپنے گھر میں مغرب وعشاء کے درمیان درس قرآن وحدیث دیا کرتے تھے۔ان درسوں میں اپنا پیغام بھی لوگوں تک پہنچاتے تھے۔اس کے لیے انھیں بہت سی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن غلام حسن نیازی اپنے قادیانی عقیدے سے کبھی نہیں ہٹے۔

تفسیر "حسن بیان" کا تعارف

ایک جلد میں مختصر انداز میں لکھی گئی پورے قرآن کی تفسیر ہے۔اس تفسیر کی وجہ تالیف کے متعلق مولوی غلام حسن لکھتے ہیں کہ "خواجہ کمال الدین (۱۸۷۰ء۔۱۹۳۲ء) کی فرمائش پر میں نے ابتداً قرآن مجید کا ترجمہ لکھا تھا۔بعد میں میری خواہش تھی کہ اس کی تفسیر بھی خواجہ صاحب کی نگرانی میں کردوں لیکن خواجہ صاحب کی مصروفیات کی بنا پر یہ حسرت بھی پوری نہ ہو سکی۔لیکن خواجہ صاحب کی وفات کے بعد اللہ نے یہ بات میرے دل میں ڈالی کہ میں جدید انکشافات زمانہ کو مد نظر رکھ کر ایک مختصر تفسیر اللہ تعالیٰ کی اعانت سے لکھوں جس سے علماء اور غیر علماء اپنی اپنی حیثیت کے مطابق استفادہ کر سکیں اور جس میں خواجہ مرحوم کے بلند خیالات کا کچھ رنگ پایا جائے۔چناچہ ان مقاصد کو مدِ نظر رکھ کر میں نے یہ تفسیر لکھی۔جس کا نام اردو زبان میں ترجمہ و مختصر مطالب قرآن موسوم بہ "حسن بیان" رکھا۔[۳]

تفسیر "حسن بیان" کے شروع میں تمہید اس کے بعد ایک مختصر سی مطالب کی فہرست دی ہے۔جس کی مدد سے تفسیر "حسن بیان" میں حوالوں کو تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے۔اس تفسیر کے کل صفحات ۶۵۴ ہیں۔

"حسن بیان" میں تفسیری منہج

۱۔ آسان انداز میں بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔

۲۔ ہر سورت کا مختصر انداز میں تعارف کراتے ہیں۔

۳۔ اگر کہیں اختلاف ہو تو اس کو بیان کر کے اپنی رائے دے دیتے ہیں۔

۴۔ جہاں آیت کی وضاحت کرنی ہو تو ترجمے کے اندر حوالہ دے کر نیچے اس کی تشریح کرتے ہیں۔

۵۔ کہیں کہیں مشکل الفاظ کی تشریح بھی کرتے ہیں۔

تفسیر "حسن بیان" کے مصادر و مراجع

مولوی غلام حسن نیازی نے اپنی تفسیر کو بالکل مختصر انداز میں لکھا ہے اور اس میں مصادر و مراجع بالکل استعمال نہیں کیے وہ قرآنی آیت کا حوالہ دینے کے لیے سورت اور آیت کا حوالہ دے دیتے ہیں یا کبھی کبھار متن آیت بھی لکھ دیتے ہیں۔اور "حیات حسن" کے مصنف نے اس بارے میں لکھا ہے کہ "مولانا نے عام مفسرین کی طرح کسی لفظ کے معنی کرنے میں لسان العرب، قاموس، تاج العروس وغیرہ سے حوالے نہیں دیے اور نہ ہی سابقہ مفسرین کی تفسیروں سے حوالہ جات دے کر اپنی تفسیر کے حجم کو زیادہ کیا ہے۔بلکہ ان سب کے مطالعے کے بعد اپنی تحقیقات کو آسان فہم اور بامحاورہ ترجمہ اور تفسیر کی شکل دی ہے۔"[۴]

تفسیر "حسن بیان" کا اصول تفسیر کی روشنی میں جائزہ

اس تفسیر میں سلف وصالحین کے بیان کردہ اصول تفسیر کو نظر انداز کر کے بامحاورہ ترجمہ اور غلط تشریح کر کے تفسیر بالرائے المذموم کی شکل اختیار کی گئی ہے۔ جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ (۵)

"جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ بے شک میں واپس لے لوں گا تمھیں اور اٹھالوں گا تم کو اپنی طرف۔"

حسن بیان میں ترجمہ

جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (۶)

وَإِن مِّنْ أَہْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً۔ (۷)

"اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا مسیح علیہ السلام پر اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا مسیح ان پر گواہ۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"اور کوئی اہل کتاب نہیں مگر وہ اس کی صلیبی موت پر ایمان رکھے گا قبل اس کے کہ اس کی طبعی موت کو مان لے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہ ہو گا (اگر دنیا میں واپس آتا تو قیامت کی شہادت کی ضرورت نہ تھی)۔" (۸)

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔ (۹)

"(اور ایک مرتبہ) جمع کیے گئے سلیمان علیہ السلام کے جائزے کے لیے اس کے تمام لشکر جو مشتمل تھے جنوں، انسانوں اور پرندوں پر پھر ان کی نظم وضبط کے ساتھ صف بندی کی گئی۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"اور سلیمان کے ملاحظہ کے لیے اس کے لشکر غیر قوموں اور اپنی قوم اور گھڑچڑھوں سے جمع کیے گئے پھر وہ گروہوں میں تقسیم کیے گئے۔" (۱۰)

حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ۔ (۱۱)

"(اور چل پڑے) حتی کہ جب پہنچے وہ چیونٹیوں کی وادی میں تو کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو: گھس جاؤ اپنے بلوں میں۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"یہاں تک کہ جب وادی نمل (نملہ قوم کا علاقہ ہے) میں پہنچے تو قوم نملہ کی ایک عورت نے کہا اے قوم نملہ اپنے گھروں میں گھس جاؤ۔" (۱۲)

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ [۱۳]

"اور جب آ پہنچے گا ہماری بات پورا ہونے کا وقت ان پر تو نکالیں گے ہم ان کے لیے ایک جانور زمین سے۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"اور جب اللہ کی بات ان کے حق میں پوری ہو جاوے گی تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک زمینی انسان مسلط کریں گے۔"[۱۴] "دآبۃ" کا معنیٰ ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ [۱۵]

"اور (تابع کر دیے اس کے) کچھ جن جو کام کرتے تھے اس کے آگے اس کے حکم سے۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"اور غیر قوم کا ایک معمار تھا جو اپنی بادشاہ کی اجازت سے اس کے آگے کام کرتا تھا۔"[۱۶]

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ [۱۷]

"اور بلاشبہ آزمائش میں ڈالا ہم نے سلیمان علیہ السلام کو بھی اور ڈال دیا اس کی کرسی پر ایک جسد پھر اس نے رجوع کیا۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"اور ہم نے سلیمان کو آزمایا اور اس کے تخت پر ایک نالائق انسان کو جگہ دی پھر اس نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔" [۱۸] نالائق انسان کا ترجمہ اپنی طرف سے کیا ہے۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ [۱۹]

"اور بلاشبہ ابن مریم تو ایک نشانی ہیں قیامت کی پس تم ہرگز نہ شک کرو قیامت کے بارے میں اور میری پیروی کرو۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"اور عیسیٰ البتہ اس گھڑی کے لیے (جو یہودیوں پر آنے والی تھی) ایک نشان ہی تھے تو تم اس گھڑی کے آنے میں شک نہ کرو اور میرا کہا مانو۔"[۲۰] یہاں پر ضمیر کا مرجع ابن مریم کی بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنا دیا ہے صرف جماعت احمدیہ کے عقائد کو ثابت کرنے کے لیے۔

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ [۲۱]

"بیشک مجرم جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"بے شک گنہگار دوزخ کے عذاب میں مدتوں رہنے والے ہوں گے۔"(۲۲)

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ کافر بھی جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں اس لیے وہ قرآن میں ہر جگہ "خالدین" کا معنی مدتوں کرتے ہیں۔ حالانکہ بہت سی قرآنی آیات کفار و مشرکین کی عدم نجات پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَہُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْہِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا لاَ يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلاَ ہُمْ يُنظَرُونَ (۲۳)

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيْداً (۲۴)

ان قرآنی آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی قرآنی آیات ہیں جو جہنم کے دوام پر نص ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مقام	سورت	آیت نمبر
خالدین فیھا ابدا	نساء	۱۲۳
ماھم بخارجین من النار	بقرہ	۱۶۷
ماھم بخارجین منھا	مائدہ	۳۷
لایخرجون منھا	جاثیہ	۳۵
سائت مصیرا	نساء	۹۷

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی کثرت سے اس کا ذکر ہے کہ کفار و منافقین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ چناچہ الجامع البخاری میں ہے کہ "ابن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ جب اہل جنت، جنت میں اور اہل دوزخ، دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اہل جنت تم کو موت نہ آئے گی اور اہل دوزخ تم کو موت نہ آئے گی۔ تم اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔"(۲۵)

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ كَبَد (۲۶)

"بلاشبہ پیدا کیا ہم نے انسان کو مشقت میں۔"

حسن بیان میں ترجمہ

"ضرور ہم نے انسان کو مشقت کے اندر رہنے کے لیے پیدا کیا ہے۔"(۲۷) اس ترجمے میں سارا مفہوم ہی تبدیل کر دیا ہے۔

ان تراجم قرآن کے علاوہ اس تفسیر میں تشریح قرآنی میں بھی قادیانی جماعت کے باطل عقائد و نظریات کو ثابت کرنے کے لیے تفسیر بالرائے المذموم کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

سورہ انعام آیت نمبر ۱۲۹ تا ۱۳۱ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ: "موت کے بعد اخیار کے لیے آسمانوں کے دروازے مفتوح ہوتے ہیں اور وہ عروج کر کے فرشتوں کے ساتھ مل جاتے ہیں اور وہی کام کرتے ہیں جو فرشتے کرتے ہیں اور اشرار کا عروج آسمان پر نہیں ہوتا وہ جو میں جنوں کے ساتھ رہتے ہیں اور وہی کام کرتے ہیں جو جن کرتے ہیں۔"[۲۸] اسی کے متعلق سورہ اعراف کی آیت نمبر ۴۰ تا ۴۱ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ: "غیر مومنین اور مجرمین کا رفع آسمانوں پر نہیں ہوتا۔ یہ لوگ دخول جنت سے محروم رہتے ہیں اور جنوں کے ساتھ جو میں رہتے ہیں اور وہی کام کرتے ہیں جو جن کرتے ہیں۔"[۲۹] اسی طرح سورہ مومن کی آیت نمبر ۷ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "حاملین عرش اور اس کے حوالی سے وہ ملائکہ اور مقربین انسان مراد ہیں جو موت کے بعد ملائکہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کا حاملین عرش ہونے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت کا انتظام انھیں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔"[۳۰] اسی طرح سورہ فجر میں لکھتے ہیں "اس میں لفظ "عبادی" سے اللہ تعالیٰ کے صالح بندے اور ملائک مراد ہیں۔ صالح بندوں کی ارواح ملائک میں شامل ہو کر رہتی ہے۔"[۳۱]

ان آیات میں اچھے لوگوں کو فرشتوں میں اور برے لوگوں کو جنوں کی صف میں شامل کرنا یہ خلاف عقل ہے اور سلف وصالحین کا ایسا عقیدہ نہیں رہا حتی کہ جماعت احمدیہ کے بانی کے ہاں بھی ایسا عقیدہ نہیں ہے کہ جو عقیدہ غلام حسن صاحب نے اپنایا ہے۔ چناچہ تفسیر ابن عباس میں ہے: عرش الرحمن وهو السرير وهم عشرة أجزاء من الملائكة الحملة۔ [۳۲] اور تفسیر طبری میں ہے: الذين يحصلون عرش الله من ملائكته ،و من حول عرشه، ممن يحف به من الملائكة۔ [۳۳]

علامہ آلوسی (۱۸۰۲ء۔۱۸۵۴ء) فرشتوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ومن حوله: ای والذین من حول العرش وهم ملائكة في غاية الكثرة لا يعلم عدتهم الا الله تعالى۔ [۳۴]

سورہ نمل آیت نمبر ۸۲ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ: اخرجنا لهم دابة من الارض میں دابہ سے مراد ایک زمینی انسان ہے اور فقرے کا مفہوم یہ ہے کہ قوم عرب اور اس کی لاحقہ ریاستوں کی سزا دینے کے لیے ایک دنیوی شوکت کا انسان مسلط کریں گے۔ اس سے مراد منگولین نسل کا قوی بادشاہ چنگیز خاں ہے اور اسی نسل کے لوگوں کا نام یاجوج ماجوج سے مشہور ہے۔ [۳۵]

اس آیت مبارکہ میں دابہ کا مصداق غلط بیان کیا گیا ہے اس لیے کاندھلوی صاحب اپنی تفسیر میں دابۃ الارض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دابۃ الارض سے ایک جانور مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد قیامت کے قریب مکہ مکرمہ کی سرزمین سے نکلے گا۔ جس طرح اللہ نے صالح علیہ السلام کے لیے پتھر سے ایک اونٹنی نکالی تھی اسی

طرح قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ مکہ کی زمین سے ایک دابہ (جانور) نکالے گا اور اس کے پاس ایک مہر ہو گی جس سے مومن اور کافر کی پیشانی پر نشان لگائے گا۔ مومن کی پیشانی پر سفید نشان لگائی گا اور کافر کی پیشانی پر سیاہ داغ لگائے گا اس نشان سے مومن اور کافر ظاہری طور پر پہچانا جائے گا۔(۳۶)

سورہ کہف کے شروع میں لکھتے ہیں کہ:"عیسائی اقوام کو جن کے عقائد اور حالات کا ذکر سورہ کہف کی ابتدا اور انتہا میں بھی ہے۔ احادیث میں دجال کا نام دیا گیا ہے۔"(۳۷) اس کے آگے مزید لکھتے ہیں کہ "دجال کوئی ایک شخص نہیں ہے۔ بلکہ ایک قوم کا نام ہے۔"(۳۸)

مولوی غلام حسن نیازی کا یہ عقیدہ صریح احادیث مبارکہ کے خلاف ہے اس لیے کہ حدیث میں جس شخص کو دجال کہا گیا ہے وہ شخص واحد ہے نہ کہ قوم کا نام۔ صحیح مسلم میں ہے: عن حذیفة قال قال رسول اللہ ﷺ الدجال اعور لعین الیسری جفال الشعر معه جنته و ناره فناره جنته، و جنته نار۔ (۳۹) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دجال بائیں آنکھ سے کانا ہو گا اس کے جسم پر بہت گھنے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہو گی لیکن جو اس کی جنت نظر آئے گی دراصل وہ دوزخ ہو گی اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہو گی۔

ایک اور حدیث میں دجال کے متعلق یوں وضاحت کی گئی ہے:

عن عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال انی قد حدثتکم عن الدجال حتی خشیت ان لا تعقلوا ان المسیح الدجال رجل قصیر، افحج جعد، اعور مطموس العین لیس بناءتیه و لا حجراء فان البس علیکم فاعلموا ان ربکم لیس باعور۔ (۴۰)

"عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے دجال کے متعلق کچھ تفصیلات تم لوگوں سے بیان کیں لیکن مجھ کو خطرہ ہے کہ کہیں تم پورے طور پر اس کو نہ سمجھے ہو۔ دیکھو مسیح دجال کا قد ٹھنگنا ہو گا۔ اس کے دونوں پیر ٹیڑھے، سر کے بال شدید خمیدہ، یک چشم مگر ایک آنکھ بالکل چٹ صاف، نہ اوپر کو ابھری ہوئی نہ اندر کو دھنسی ہوئی۔ اگر اب بھی تم کو شبہ رہے تو یہ بات یاد رکھنا کہ تمھارا رب یقیناً کانا نہیں ہے۔"

سورہ کہف آیت نمبر ۵۰ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"ابلیس ان ملائک ارضی میں سے تھا جن کو سجدہ کا حکم ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کا حکم ابلیس کو بھی شامل تھا۔ اور حکم میں اس کا شمول نہیں ہو سکتا جب تک اس کو ان ملائک میں شامل نہ کیا جائے جن کو سجدہ کا حکم ملا تھا۔" (۴۱)

اس میں ابلیس کو فرشتوں میں شامل کرنا ٹھیک نہیں ہے اور سلف وصالحین نے ان دونوں کو الگ الگ قرار دیا ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں ہے:

استثناء متصل لأنه جنيا واحدا بين أظهر الألوف من الملائكة مغمورا بهم۔ (۴۲)

اسی طرح شیخ طنطاوی فرماتے ہیں کہ:

وقيل انه ليس منهم لقولى تعالى الا ابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه، فهو اصل الجن، كما أن آدم اصل الانس، ولانه خلق من النار، والملائكة خلقوا من نور، و لأنه له ذرية و لا ذرية للملائكة، وقد اختار هذا القول الحسن وقتاده وغيرهما۔ (۴۳)

سورہ مؤمنون آیت نمبر ۵۰ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"اس آیت میں جس بلند قطعہ زمین پر حضرت مسیح اور اس کی والدہ کو ٹھکانا دینے کا ذکر ہے وہ کشمیر کی زمین معلوم ہوتی ہے۔" (۴۴)

یہاں پر کشمیر کی زمین قرار دے کر غلام حسن نیازی اپنے نظریے کو تقویت دے رہے ہیں۔

حسن بیان" میں موجود امتیازی مسائل کا جائزہ

غلام حسن نیازی اپنی تفسیر میں آنحضرت ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں لیکن اس پر کھل کر کہیں وضاحت نہیں کی۔ اس کے علاوہ غلام حسن نیازی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ کسی مجدد کے لیے رسول کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے اور اسی طرح مجدد کو مجازا نبی بھی کہہ سکتے ہیں چناچہ سورہ اعراف رکوع نمبر ۳۔۴ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں مصلحین کی بعثت کا ذکر کیا ہے وہاں رسول کا لفظ استعمال کیا ہے جو قرآن کی اصطلاح میں نبی اور مجدد کے درمیان مشترک ہے جس سے مراد یہ ہوئی کہ جدید شریعت کی ضرورت پیش آتی ہے تو شارع نبی مبعوث ہوتے ہیں۔ جن کی نبوت حقیقی ہوتی ہے۔ اور اگر شریعت کے احکام میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں جو امت کے لیے مضر ہیں تو محدث بفتح دال یا مجدد کھو مبعوث ہوتے ہیں جن کو مجازا نبی کہہ سکتے ہیں کہ ان میں الہام جو قوی شعبہ نبوت ہے پایا جاتا ہے۔" (۴۵)

غلام حسن نیازی نے یہ سب باتیں مرزا غلام احمد کو محفوظ کرنے کے لیے کی ہیں اصل میں ان کی کوئی حقیقت نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے بعد آج تک کسی مجدد نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہا اور نہ ان کے پیروکاروں نے ان کو نبی کے نام سے پکارا ہے۔

غلام حسن نیازی اپنی تفسیر میں مرزا غلام احمد کے زمانے کو اسلام کے عروج کا زمانہ کہتے ہوئے لکھتا ہے کہ: اسلام کا عروج تین سو سال تک رہے گا جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے: خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم۔ قرن ایک سو سال کا ہوتا ہے یہ تین سو سال ہوئے۔ ثم يفش الكذب" اس کا زمانہ قرآن میں ایک ہزار

سال قرار دیا ہے۔ یہ عروج کا زمانہ آسمان پر چلا جاوے گا۔ اس میعاد کی تعیین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد پھر اسلام کے عروج کا زمانہ شروع ہو گا۔ یہ چودھویں صدی اور مسیح کے نزول کا زمانہ قرار دیا ہے۔"(۴۶)

مرزا کو مثل خضر قرار دینے کے لیے غلام حسن نیازی اپنی تفسیر میں حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے کہ "دنیا میں اللہ تعالیٰ کے مقربین کی ایک جماعت ایسی رہتی ہے۔ جو ملائک ارضی کی طرح مختلف خدمات زیر ہدایت مدبر الامر بجالاتے ہیں۔ خضر بھی ان میں سے ایک فرد ہے اور یہ نام اس کا لقبی نام ہے جملہ زمانوں کے لیے ایک ہی خضر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر زمانے کا خضر جدا ہوتا ہے۔" (۴۷)

مولوی غلام حسن نیازی مرزا غلام احمد کو بروز ذو القرنین قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ "یاجوج ماجوج کے جسمانی فسادوں سے ایک قوم کو امن دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک ذوالقرنین بھیجا تھا۔ اور موجودہ زمانے میں یاجوج ماجوج کے روحانی نقصانوں سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کا بروز یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان بھیجا جس نے ان کے حملوں سے قوم کو بچانے کے لیے لٹریچر کی دیوار بنادی۔ مگر حصہ کثیر نے اس سے استفادہ کرنے کے بجائے کفران نعمت کیا و کان امر اللہ قدرا مقدورا" اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو یہودیوں کی طرح اپنی نعما سے محروم کر دیا ہے۔" (۴۸)

مولوی غلام حسن نیازی ایک طرف تو مرزا غلام احمد کو اپنی تفسیر میں نبی نہیں مانتا لیکن دوسری طرف اس جگہ بروز تسلیم کر رہا ہے جو کہ آج تک کسی مجدد و محدث نے اپنے آپ کو ایسا نہیں کہا۔

نتائج

جماعت احمدیہ کے اس ترجمۂ قرآن سے درج ذیل امور اخذ کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ قادیانی مفسرین نے سلف و صالحین کے تفسیری منہج کو چھوڑ کر اپنے عقائد و نظریات کو ثابت کرنے کے لیے تراجم قرآن لکھے۔

۲۔ مولوی غلام حسن نیازی کے تراجم قرآن میں معجزات کا اور خرق عادت کا انکار کثرت سے پایا جاتا ہے۔

۳۔ اس ترجمۂ قرآن میں اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ قرآنی آیات کا مصداق مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار ہیں۔

خلاصہ بحث

موجودہ دور میں باطل فرقوں میں سے قرآنیات پر سب سے زیادہ کام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ لیکن اس کا مقصد تحریف قرآنی کے ذریعے اپنے عقائد و نظریات کو ثابت کرنا ہے۔ جس کی مثال ہمیں اس ترجمۂ قرآن سے ملتی ہے۔ قادیانیوں کے دونوں گروہوں میں اس ترجمہ قرآن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس میں قادیانی

عقائد کو ثابت کرنے کے لیے تراجم قرآن کے ساتھ ساتھ قرآنی تفاسیر میں بھی عقائد کا بین السطور اظہار کیا گیا ہے۔ جس سے عام قاری کے لیے دوران مطالعہ یہ تفریق مشکل ہے کہ یہ تفسیر کن نظریات و کن عقائد کا پرچار کر رہی ہیں۔

اس لیے موجودہ دور میں جس طرح اہل علم امت مسلمہ کو باطل عقائد و نظریات سے محفوظ رکھنے کے لیے کوششیں کر رہے ہیں وہاں ان پر یہ ذمے داری بھی بنتی کہ امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کے لیے اس قسم کے جو بھی غلط قرآنی تراجم یا قرآنی تفاسیر لکھی گئی ہیں یا لکھی جاری رہی ہیں ان کو منظر عام پر لا کر تفسیر بالرائے المذموم کی نشاندہی کریں تاکہ امت مسلمہ گمراہ اور تحریف شدہ تراجم قرآن سے آگاہی پا کر ایمان جیسی نعمت کو محفوظ رکھ سکے۔

حوالہ جات

(۱) ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، السنن (مکتبہ رحمانیہ، لاہور) باب ماجاء یفسر القرآن بر أیہ، ۲/۵۸۹

☆۔ غلام حسن نیازی بن جہان خان، لودھی خاندان کی ایک نیازی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ خاندان اور قوم میں حسن خاں کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی پیدائش تقریبا ۱۸۵۲ء میں ہوئی۔ (نیازی، عبداللہ جان و حسن خیل، حیات حسن (ط: اول، ۱۹۶۰ء) ص: ۱۶۔) غلام حسن نیازی نے ابتدائی تعلیم مسجد میں قرآن مجید اور ابتدائی کتب سے کی۔ اس کے بعد راولپنڈی نارمل سکول سے اپنی تعلیم کو مکمل کیا (روزنامہ الفضل، ج ۳۱، ص ۳/ شمارہ نمبر ۱۴، ۳۸، فروری ۱۹۴۳ء)۔ قرآن سے بہت زیادہ شغف تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے ملازمت کے دوران ہی قرآن کو حفظ کر لیا تھا۔

جماعت احمدیہ میں شمولیت: مرزا محمد اسمٰعیل (پشاور میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے عہدے پر تھے) جو کہ وفات مسیح کے قائل تھے ان کے غلام حسن نیازی سے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات تھے۔ چنانچہ جب مرزا غلام احمد نے براہین احمدیہ لکھی تو مرزا محمد اسمٰعیل نے اس کی ایک کاپی غلام حسن نیازی کو بھی دی۔ اور اکثر مرزا غلام احمد کا تذکرہ خیر کثرت سے کیا کرتے تھے چنانچہ ایک بار انہوں نے غلام حسن سے کہا کہ ''مہدی ظاہر ہو گیا اور عنقریب اس کا دعویٰ کرے گا"(حیات حسن، ص ۴۳) چناچہ مرزا محمد اسمٰعیل کی محنتوں کی بدولت غلام حسن نیازی بھی مرزا غلام احمد کے بہت زیادہ گرویدہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد غلام حسن نیازی کو مرزا غلام احمد سے ملاقات کا بہت شوق رہتا تھا اس پیاس کو بجھانے کے لیے آپ پہلی بار ۱۸۸۸ء کو لدھیانہ میں مرزا غلام احمد سے ملاقات کے لیے گئے اس کے بعد پشاور آ کر ۱۸۸۹ء میں مرزا غلام احمد سے تحریری بیعت لی اور جب مرزا غلام احمد نے وفات مسیح کا دعویٰ کیا تو مولوی غلام حسن نیازی ۱۸۹۱ء میں قادیان جا کر مرزا غلام احمد سے ملاقات کی اس کے بعد اکثر قادیان جایا کرتے تھے۔

ملازمت: ابتدا میں غلام حسن نیازی پشاور ہائی سکول میں ہیڈ مولوی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد شہزادہ محمد ابراہیم کی سفارش پر ڈپٹی کمشنر نے ان کو سب رجسٹرار بنا دیا۔ اور اس عہدے پر غلام حسن نیازی ۴۰ سال تک رہے۔ (یاد رفتگاں، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور) ۱/۱۳۸۔

وفات: مولانا غلام حسن نیازی یکم فروری ۱۹۴۳ء کو قادیان میں فوت ہوئے۔ اور انھیں بہشتی مقبرے میں دفن کیا گیا

تھا۔(پیغام صلح، ص۱۶، شمارہ نمبر۳، یکم فروری ۱۹۹۰ء

(۲) روزنامہ الفضل، ص۳، ج۳۱/ شمارہ نمبر ۱۴، ۳۸، ۱۸فروری ۱۹۴۳ء

(۳) نیازی، غلام حسن، حسن بیان، تمہید (برانچ کیپٹل کواپریٹو، پریس)

(۴) حیات حسن، ص۵۴

(۵) آل عمران:۵۵

(۶) حسن بیان، ص۶۴

(۷) نساء:۱۵۹

(۸) حسن بیان، ص۱۱۰

(۹) نمل:۱۷

(۱۰) حسن بیان، ص۳۸۸

(۱۱) النمل:۱۸

(۱۲) حسن بیان، ص۳۸۸

(۱۳) النمل:۸۲

(۱۴) حسن بیان، ص۳۹۲

(۱۵) ص:۳۴

(۱۶) حسن بیان، ص۴۶۴

(۱۷) زخرف:۶۱

(۱۸) حسن بیان، ص۵۰۱

(۱۹) زخرف:۷۴

(۲۰) حسن بیان، ص۵۰۱

(۲۱) البلد:۴

(۲۲) حسن بیان، ص۶۳۵

(۲۳) بقرہ:۱۶۲، ۱۶۱

(۲۴) نساء:۱۱۶

(۲۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (قدیمی کتب خانہ، کراچی) باب صفۃ الجنۃ والنار، ۲/ ۲۷۹

(۲۶) بلد:۴

(۲۷) حسن بیان، ص۶۳۱

(۲۸) ایضاً، ص۱۵۳

(۲۹) ایضاً، ص۱۶۲

(۳۰) ایضاً، ص ۴۷۷

(۳۱) ایضاً، ص ۶۳۰

(۳۲) تفسیر ابن عباس، ۱/۴۸۷

(۳۳) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن المعروف تفسیر طبری (مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۴ء) ۲۱/۳۵۴

(۳۴) آلوسی، شہاب الدین، سید، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (ادارۃ الطباعۃ المنبریہ، مصر) ۲۴/۴۱

(۳۵) حسن بیان، ص ۳۹۲

(۳۶) کاندھلوی، ادریس، مولانا، معارف القرآن (مکتبہ المعارف دارالعلوم حسینیہ، سندھ ۱۴۲۲ھ) ۶/ ۱۳

(۳۷) حسن بیان، ص ۲۹۷

(۳۸) ایضاً

(۳۹) مسلم، امام، الجامع الصحیح (قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۸۱ء) باب ذکر الدجال، ۲/۴۰۰

(۴۰) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، السجستانی، السنن (دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، ط: ۱۴۲۰ھ) باب خروج الدجال، ۲/۱۳۴

(۴۱) حسن بیان، ص ۳۰۴

(۴۲) تفسیر کشاف، ۱/۱۵۶

(۴۳) طنطاوی، محمد سید، شیخ الازہر، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم (دارالنشر) ۱/۹۹

(۴۴) حسن بیان، ص ۳۵۳

(۴۵) ایضاً، ص ۱۶۲

(۴۶) ایضاً، ص ۴۲۲

(۴۷) ایضاً، ص ۳۰۷

(۴۸) ایضاً، ص ۳۱۰